معراج علم وفکر، امام علی رضاؑ

صفدر رضوی

امام علی رضاؑ کی ذات وہ ذات ہے جسے لوگوں نے جھکانے اور نیچا دکھانے کی لاکھ کوششیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ علم اور کرامات بخشے تھے جس کے نتیجے میں جو بھی ان کے مقابلے میں آیا اسے ذلیل اور رسوا ہونا پڑا، بھلے ہی وہ بادشاہ وقت ہی کیوں نہ رہا ہو۔ دوسری طرف امامؑ کو اتنی عزت اور شہرت ملی کہ آج بھی ان کا نام عزت واہتمام سے لیا جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ دنیا میں ایران ایک ایسا ملک ہے جہاں آج بھی امام علی رضاؑ کے نام کا سکّہ چل رہا ہے اور ان کی طرف سے روزانہ ہزاروں لوگوں کو پیٹ بھر کھانا کھلایا جاتا ہے۔

عزت اور شہرت پانے کے لیے لوگ نہ جانے کیا کیا کرتے ہیں لیکن امام علی رضاؑ نے کبھی بھی اس کے لیے کچھ بھی نہیں کیا بلکہ لوگوں کو یہ کہہ کر منع کیا کہ ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہے اسی کی مدح وثنا کرو۔ اسی طرح سیاست کرنے اور حکمرانوں سے جڑنے کی لالچ دنیاوالوں میں کم نہیں ہوتی اس کے حصول کے لئے ہر ممکن کوششیں کرتے ہیں مگر امام عالی مقام نے ہمیشہ سیاست اور حکمرانوں کے نزدیک رہنے سے انکار کیا۔ اگر ولی عہدی قبول بھی کی تو اپنی شرطوں پر!

تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہی ملتا ہے کہ امامؑ کو ولی عہد بنانے کے لئے طرح طرح کا دباؤ ڈالا گیا۔ آخر کار امامؑ نے یہ کہہ کر اسے قبول کیا کہ میں نہیں چاہتا تھا لیکن مجبوری میں ولی عہدی قبول کررہا ہوں۔

ولی عہدی کے دور میں امام علی رضاؑ نے کوئی ایسا کام انجام نہیں ہونے دیا جس سے لوگوں کو کسی طرح کی تکلیف ہوتی۔ ہر کام میں اس قدر حساّس تھے کہ ان سے کوئی ایسا کام انجام نہیں دلایا جاسکا جو اللہ کے قانون کے خلاف ہو۔ ہر زمانے میں اور ہر حکمران وبادشاہ نے اپنے کام میں اسلام کے قانون کو نظر انداز کیا اور ایسے کام کیے جس سے اس کے مسلمان ہونے پر بھی انگلی اٹھائی گئی لیکن امام علی رضاؑ نے ولی عہد رہتے ہوئے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو غیر اسلامی ہو۔ اگر کسی کام کے انجام دینے کے سلسلے میں دباؤ بھی ڈالا گیا تو اپنی شرطوں کی نشاندہی کی۔ اور پھر اسے اسی طرح انجام دیا

جس طرح پیغمبر اکرمؐ انجام دیا کرتے تھے۔

مامون رشید کا زمانہ ہے، امام علی رضاؑ ولی عہد کا عہدہ قبول کر چکے ہیں۔ ابھی امام علی رضاؑ نے ولی عہدی کے بعد زیادہ وقت نہیں گزارا تھا کہ عید کا موقع آ گیا۔ مامون چاہتا تھا کہ امامؑ عید کی نماز پڑھائیں۔ اس نے امام علی رضاؑ تک یہ خبر پہونچائی کہ سواری کے وسیلے سے جا کر نماز عید پڑھائیں۔ امامؑ نے صاف کہا کہ بادشاہ اور حکمران کے کسی کام میں حصہ نہیں لیں گے۔ اور اس کے قریب نہیں جائیں گے۔اس لیے نماز عید پڑھانے کے کام سے معاف کردو۔ لیکن مامون نہیں مانا۔ اس نے نماز پڑھانے کے لیے اصرار کیا۔ اس کی ضد اور اصرار کو دیکھتے ہوئے وہ حکمت عملی اپنائی کہ جس سے سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ امام رضاؑ نے کہلا بھیجا کہ اگر تمہارا اصرار ہے تو ہم ایک شرط پر نماز عید پڑھانے کے لیے تیار ہیں۔ وہ شرط یہ ہے کہ میں اسی طرح نماز پڑھانے کے لیے جاؤں گا جس طرح میرے جد ماجد حضرت رسولؐ اللہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یہ سن کر مامون نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے جس طرح جانا چاہیں جائیں۔ مامون نے حضرت علی رضاؑ کے دروازے پر سواروں و پیادوں کو حاضر رہنے کا حکم دے دیا۔ امامؑ کے نماز پڑھانے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ لوگوں کی بھیڑ سڑکوں اور چھتوں پر جمع ہوگئی تا کہ وہ امامؑ کی سواری کی شان کو دیکھ سکیں۔ دوسری طرف امامؑ نے غسل کیا۔ کپڑے بدلے سر پر سفید عمامہ باندھا۔عطر لگایا۔ ہاتھ میں عصا لیکر نماز عید پڑھانے کے لئے تیار ہوگئے ۔اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ امامؑ نے اپنے کو ٹھیک ویسے ہی تیار کیا جیسے ان کے جد ماجد رسولؐ اللہ کیا کرتے تھے۔اس کے بعد آپ نے نوکروں اور غلاموں کو غسل کر کے کپڑا بدل کر نماز کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا۔ سب تیار ہوگئے تو امام علی رضاؑ نے پیدل چلنے کا حکم دیا۔ امامؑ گھر سے باہر ننگے پیر نکلے ۔ دو تین قدم چلنے کے بعد رکے اور سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اللہ اکبر۔ نعرۂ تکبیر کی آواز سنکر نوکروں اور غلاموں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ اللہ اکبر کی آواز سے فضا گونجنے لگی۔

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت امام علی رضاؑ تکبیر کہہ رہے تھے تو ہم لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ در و دیوار اور آسمان سے حضرت کی تکبیر کا جواب سنائی دیتا ہے۔اس ہیبت کو دیکھ کر یہ حالت ہوئی کہ سب لوگ اور خود لشکر والے زمین پر گر پڑے۔ سب کی حالت بدل گئی۔ لوگوں نے چھریوں سے اپنی جوتیوں کے تسمے کاٹ دئے اور جلدی جلدی جوتیاں پھینک کر ننگے پاؤں ہوگئے۔ شہر بھر کے لوگ چیخ

چیخ کر رونے لگے۔ کہرام برپا ہوگیا۔ اس کی خبر مامون کو بھی ہوئی۔ مامون سے فضل بن سہل نے کہا کہ اگر امام رضاؑ اسی حالت میں عید گاہ تک پہنچ گئے تو نہ معلوم کتنا اور ہنگامہ ہوجائے گا۔ سب لوگ ان کی طرف ہوجائیں گے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہم لوگ کیسے بچیں گے۔ وزیر کی اس بات سے متنبہ ہوکر مامون نے اپنے پاس سے ایک شخص کو حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں بھیج کر کہلایا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے جو آپ سے عید گاہ جانے کے لیے کہا۔ بہتر ہے کہ آپ واپس چلے جائیں اور عید گاہ جانے کی زحمت نہ فرمائیں۔ پہلے جو شخص نماز پڑھاتا تھا وہی پڑھائے گا۔ یہ سن کر حضرت امام علی رضاؑ واپس تشریف لائے اور نماز عید نہ پڑھا سکے۔[۱]

علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ ''فرجع علی الرّضا الی بیته رکب المامون فصلّی باالنّاس '' یعنی امام رضاؑ دولت سرا کو واپس تشریف لائے اور مامون نے جا کر نماز پڑھائی۔[۲]

اس واقعہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ مامون رشید نہیں چاہتا تھا کہ لوگوں کو پیغمبرؐ کا زمانہ یاد آئے اور امام علی رضاؑ اسی طرح نماز عید پڑھائیں جس طرح پیغمبرؐ پڑھایا کرتے تھے۔ یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ پیغمبرؐ کے نماز پڑھانے اور مامون کے نماز پڑھانے کے طریقے میں فرق آچکا تھا اسی وجہ سے امام علی رضاؑ نے نماز عید پڑھانے سے انکار کیا تھا۔ لیکن جب مامون نہیں مانا تو امامؑ تیار ہوگئے لیکن پیغمبرؐ کے طریقے سے۔ امام علی رضاؑ نے جب صدائے تکبیر بلند کی تھی تو مامون اور اس کی حکومت کے وزیر گھبرا گئے تھے اور واپس بلوایا۔ امامؑ نے بتادیا کہ دینی رہبر کو شان وشوکت سے سواری کرکے عید گاہ تک جانے کے بجائے پیغمبرؐ کے بتائے راستوں کو اپنانا چاہیے۔ پیغمبرؐ عید گاہ تک پیدل جایا کرتے تھے۔ لہٰذا امام علی رضاؑ نے اسی طریقہ کو اپنایا اور بتادیا کہ طریقہ بدل کر بدعت نہیں کرنا چاہیے۔ لوگوں کو بدعتوں کا اندازہ ہوتا، اس سے پہلے ہی مامون نے نماز پڑھانے سے خود بخود منع کردیا۔

مامون رشید حضرت علی رضاؑ سے پوری طرح واقف تھا۔ اسے پتہ تھا کہ وہ امامؑ کو آسانی سے جال میں نہیں پھنسا سکتا۔ امامؑ کو بھی پتہ تھا کہ ان کی شہادت مامون کے ہاتھوں ہونے والی ہے۔ اسی لیے جب مامون نے اپنے فوجیوں اور وزیروں کے ذریعے امام رضاؑ کو دار السلطنت 'مرو' آنے کی دعوت دی تو امامؑ نے صاف انکار کردیا۔ آخر میں اس نے دھمکی دیکر امامؑ کو 'مرو' پہنچنے پر مجبور کردیا تو امامؑ نے مدینہ چھوڑنے سے پہلے اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ خوب رولو، کیونکہ مجھے تم لوگ دوبارہ نہیں دیکھ سکو گے۔ اس کے بعد قبر رسولؐ پر تشریف لائے اور چیخیں مار کر

رونے لگے۔ اس عمل سے یہ مکمل طور پر واضح ہے کہ امامؑ کو یہ معلوم تھا کہ ان کی شہادت مامون رشید کے ہاتھوں ہوگی۔ اس بارے میں انہوں نے اپنے قریبی لوگوں کو پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ مامون رشید کوایسی کیا ضرورت تھی کہ وہ امام علی رضاؑ کو ولی عہد بنائیں؟ بقول ڈاکٹر علی سلمان رضوی کے کہ:

”مامون وامین کے درمیان خونریز جنگ کے بعد ایرانی عباسیوں سے بدظن ہوگئے تھے۔ اور ان کا رجحان علویوں کی طرف ہوگیا تھا اس کے علاوہ مامون کی طرف سے مقرر کیے گئے مامون کے ستائے ہوئے عوام بھی کوشش کرنے پر مجبورہوگئے۔بنی عباس تو پہلے ہی سے مامون کے خلاف تھے۔ مامون کے اس بربریت والے برتاؤ سے اورنفرت کرنے لگے عربوں میں غم اورغصےّ کی لہر دوڑ گئی۔ ان حالات کے پیدا ہوجانے سے مامون سمجھ گیا کہ اگر یہی طریقہ رہا تو حکومت کیا جان بھی نہیں بچے گی۔ اسی لیے اس نے امام رضاؑ کا سہارا لینے کی کوشش کی“۔ ۳؎

مذکورہ اقتباس سے یہ واضح ہوا کہ مامون رشید نے اپنے فائدے کے لیے امام علی رضاؑ کو ولی عہد بنانے کا فیصلہ کیا، نہ کہ ان کی دوستی میں۔امام علی رضاؑ کی ذات وہ ذات تھی جس کی عرب اور عجم دونوں میں گرفت تھی۔آپ کےعلم وکمالات کا لوگوں پر اچھا اثر تھا۔

علاّمہ ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ” آپ بارہ اماموں کے درمیان تیسرے علیؑ ہیں۔آپ کا ایمان حد سے بڑھا ہوا تھا۔ آپ کی شان انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ آپ کا قصر فضیلت نہایت بلند تھا۔ اور آپ کے شرف وایمان نہایت روشن تھے۔ اسی وجہ سے خلیفۂ وقت مامون رشید نے آپ کو اپنے دل میں جگہ دی۔ اپنی حکومت میں شریک قرار دیا۔خلیفۂ حکومت بنایا اور اپنی لڑکی کی شادی آپ کے ساتھ کردی آپ کے مناقب وصفات نہایت بلند، آپ کے مکارم اور آپ کے اخلاق نہایت عظیم تھے۔مختصر یہ کہ صفات حسنہ کی جو منزلیں تھیں ان سے آپ کا درجہ بلند تھا۔“ ۴؎

آپ ہر زبان اور ہرلغت میں لوگوں کے درمیان فصیح اور داناترین شخص تھے اور جوشخص جس زبان میں باتیں کرتا تھا اس کو اسی زبان میں جواب دیتے تھے۔ ۵؎

چونکہ مامون رشید کے دورحکومت میں امام علی رضاؑ سے زیادہ علم وکرامات میں کوئی بلند درجہ

پر فائز نہیں تھا اسی لیے مامون نے آپ کو اپنے ساتھ لیا تا کہ لوگ اس کی مخالفت سے باز آجائیں۔
علاّمہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ امام محمد تقیؑ نے ارشاد فرمایا کہ 'رضا' لقب، خدا و رسولؐ کی خوشنودی کا جلوہ بردار ہے اور سچ بات یہ ہے کہ آپ سے موافق ومخالف دونوں راضی اور خوشنود تھے[۶]

امام علی رضاؑ کے علم کا حال یہ تھا کہ وہ آدمی کو دیکھ کر اس کے بارے میں بتا دیتے تھے کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ آپ نے امین اور مامون پر نظر ڈالنے کے بعد فرمایا تھا کہ مامون امین کو قتل کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اسی طرح جعفر بن عمر علوی کے چہرے پر نظر ڈالنے کے بعد امامؑ نے فرمایا وہ عنقریب دولتمند اور رئیس ہوجائے گا اور اس کی حالت تبدیل ہوجائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ ایک ماہ کے اندر مہینے کا گورنر بنایا گیا۔ اس طرح جعفر بن صالح سے آپ نے فرمایا کہ تیری بیوی کے دو جڑوا بچے ہوں گے۔ ایک کا نام علی اور دوسرے کا نام عمر رکھنا۔ ایسا ہی ہوا۔ ان کے علاوہ ایک اور واقعہ بہت ہی حیرت انگیز ہے۔ علامہ عبد الرحمٰن لکھتے ہیں کے ایک شخص خراسان کے لیے نکلا۔ اس کی لڑکی نے اسے ایک حلّہ دیا کہ اسے بیچ کر فیروزہ لے آنا۔ وہ کہتا ہے کہ جب وہ مقام 'مرو' میں پہنچا تو امام رضاؑ کے ایک خادم نے مجھ سے کہا کہ ایک دوستدار اہلبیتؑ کا انتقال ہوگیا ہے اس کے کفن کی ضرورت ہے تو اپنا حلّہ میرے ہاتھ فروخت کردے تا کہ میں اس کے کفن کے لئے استعمال کروں۔ اس مرد کوفی نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلّہ فروخت کے لئے نہیں ہے۔ خادم نے امام رضاؑ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے جا کر میرا اسلام کہہ دے اور اسے میرا یہ پیغام پہنچا دے کر تیری لڑکی نے جو حلّہ برائے خرید فروزہ دیا ہے وہ فروخت کردے۔ اس نے بڑا تعجب کیا اور حلّہ نکال کر اس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس کوفی نے سوچا کہ امامؑ بڑے باکمال ہیں ان سے چند سوال کروں۔ ان کے مکان پر گیا۔ بھیڑ بہت زیادہ تھی۔ ان تک نہیں پہنچ سکا۔ دور کھڑا ہوکر سوچ رہا تھا کہ کیسے پہنچ جائیں۔ اتنے میں ایک غلام نے ایک پرچہ لاکر دیا اور کہا کہ امام رضاؑ نے یہ پرچہ عنایت فرماتے ہوئے کہا ہے کہ تیرے سوال کے جوابات اس میں مرقوم ہیں میں نے دیکھا تو اس میں اس کے سوالوں کے جوابات تھے۔

اسی طرح کے واقعات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ انہیں لکھنا بہت مشکل ہے۔ مختصراً ایک اور واقعہ لکھ کر اس کا سلسلہ ختم کرتا ہوں۔ علامہ ابن حجر مکی، علامہ شبلنجی، علاّمہ عبد اللہ رقم طراز ہیں کہ محمد بن عیسیٰ ابن حبیب کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں حضرت رسولؐ خدا کو اپنے شہر کی اس مسجد

میں دیکھا جس میں حاجی اترتے اور نماز وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ میں نے حضرت کوسلام کیا اور حضرت کے پاس جاکر طبق دیکھا جس میں نہایت عمدہ کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ میرے سلام پر حضرت نے ۱۸ر دانے اس کھجور کے مرحمت فرمائے۔ میں اس خواب سے بیدار ہواتو میں سمجھا کہ اب صرف ۱۸ سال زندہ رہوں گا۔ اس خواب کے بیس دن بعد حضرت امام رضاؑ مدینے سے تشریف لائے اور اسی مسجد میں اترے جس میں حضرت رسولؐ کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت کے سامنے ایک طبق میں دیسی کھجوریں رکھی تھیں۔ لوگ حضرت کو سلام کرنے کے لیے دوڑے۔ میں بھی گیا تو دیکھا کہ حضرت اسی جگہ تشریف فرماہیں، جہاں میں نے خواب میں حضرت رسولؐ خدا کو دیکھاتھا۔ میں نے سلام کیا تو حضرت نے جواب دیا اور اپنے قریب بلاکر ایک مٹھی اس طبق کی کھجوریں عنایت فرمائیں۔ میں نے اس کو شمار کیا تو وہ اٹھارہ کھجوریں تھیں۔ اسی قدر جتنی رسولؐ خدا نے خواب میں مجھے دی تھیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اور مرحمت فرمائیں تو آپ نے جواب دیا لوزادک رَسول اللّٰہ لیزدنک'' کہ اگر رسولؐ خدا نے تم کو خواب میں اس سے زیادہ دیا ہوتا تو میں بھی زیادہ دیتا۔ ے

اس واقعے سے یہ کاملاً روشن ہے کہ امام علی رضاؑ کو اللہ نے وہ علم عطا کیا تھا جس سے انہیں ہر خشک وتر کا علم تھا۔ امامؑ یہ بھی جانتے تھے کہ کب کیا ہونے والا ہے۔ اس کے علاوہ امامؑ نے ایسے ایسے معجزات بھی دکھائے جسے عقل ماننے کو تیار نہیں ہوتی۔ مامون نے مذاہب عالم کے علماء کو مناظرے کی دعوت دی اور ہر طرف کے علماء کو طلب کرکے امامؑ سے مقابلہ کرایا لیکن جو بھی امامؑ کے مقابلے میں آیا وہ ناکام رہا۔ حضرت علی رضاؑ کے علم کے آگے اس کی ایک نہ چلی ۔ ہر امتحان میں امامؑ کامیاب رہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مامون رشید اور اس کے عالم امامؑ کو نیچا دکھانے میں ناکام رہے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ مامون کے ہر عمل سے ایسا ہی لگتا ہے کہ امامؑ پر اس کا مکمل طور پر ایمان نہیں تھا وہ گمراہ ہوکر باربار ایسی حرکت کرتا تھا جسے اسے امامؑ کے خلاف انگلی اٹھانے کا موقع ملے، لیکن وہ کسی بھی طرح کامیاب نہیں ہوسکا۔

مامون رشید کے عمل سے ایسی ہی بو آتی ہے۔ علامہ محمد تقی ابن محمد باقرؒ حضرت امام حسن عسکریؑ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ امام علی رضاؑ کی ولی عہدی کے زمانے میں ایک دفعہ شدید ترین قحط پڑا۔ مامون نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کہ کہ کوئی تدبیر کیجئے اور کسی صورت سے دعا فرمایئے کہ خداوند عالم نزول باراں کردے۔ اب ملک کی بری حالت ہوگئی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا اے بادشاہ مت گھبراؤ میں دوشنبہ کے دن طلب باران کے لیے نکلوں گا۔ مجھے اپنے پروردگار سے بڑی توقع ہے۔ انشاء اللہ بارش ہوگی اور خلق خدا کی پریشانی دور ہوگی۔ غرضکہ وقت مقررہ پر امامؑ صحرا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے مصلیٰ بچھایا اور دست دعا بارگاہ احدیت میں بلند کرکے دعا فرمائی۔ ابھی دعا کے جملے تمام نہیں ہونے پائے تھے کہ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے چلنے لگے۔ بادل چھاگئے۔ بوندیں پڑنے لگیں اور اس قدر بارش ہوئی کہ ہر طرف پانی پانی ہوگیا۔ جس کی بنا پر سب مطمئن اور آسودہ خاطر ہوگئے لیکن وہ لوگ جو امامؑ سے حسد رکھتے تھے وہ جل بھن گئے اور دوسرے موقع کی تلاش میں لگ گئے تاکہ وہ امامؑ کو نیچا دکھاسکیں۔

ایک دن جب دربار آراستہ ہوا تو انہیں حاسدوں میں سے ایک نے کہا کہ لوگ آپ کو بڑھانے کی سعی میں منہمک ہیں۔ سب چاہتے ہیں کہ آپ کا پایہ بادشاہ سلامت کے پایہ سے بلند کردیں۔ جہاں تک بارش کرانے کا معاملہ ہے، جب عرصے سے بارش نہیں ہوئی تھی تو آپ دعا کرتے یا نہ کرتے، بارش تو ہونی ہی تھی، یہ کوئی معجزہ یا کرامات نہیں تھا۔ معجزہ یا کرامات تو یہ ہے کہ پیش نظر قالین اور مسند پر جو شیر کی تصویر بنی ہوئی ہے اسے مجسم کردیجئے اور حکم دیجئے کہ مجھے پھاڑ کھائے۔ امام رضاؑ نے فرمایا کہ میں نے کسی سے نہیں کہا کہ وہ میری کرامت بیان کرے اور نہ یہ کہا کہ مجھے بڑھانے کی کوشش کرے۔ اب رہ گیا آب باران کا واقعہ، تو وہ خدا کی مہربانی اور عنایت سے عمل میں آیا۔ میں اس میں بھی اپنی کوئی تعریف نہیں چاہتا۔ یہ سب خدا کی عنایت ہے، البتہ جو تجھے یہ حوصلہ ہے کہ شیر قالین ومسند مجسم ہوجائے اور تجھے پھاڑ کھائے تو یہ بھی کیے دیتا ہوں۔ یہ فرماکر آپ نے شیر کی تصویروں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ اس فاسق وفاجر کو چیر پھاڑ کر کھاجاؤ کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہے۔

امامؑ کا یہ فرمانا تھا کہ دونوں شیر کی تصویریں مجسم ہوگئیں اور انہوں نے ہمہمہ بھرتے ہوئے کافر ازلی پر حملہ کردیا جس کا نام حمید بن مہران تھا۔ اسے پارہ پارہ کرکے کھاڈالا۔ اس ہنگامے کو دیکھ کر بادشاہ مامون رشید بیہوش ہوگیا۔ حضرت نے اسے ہوش میں لاکر شیروں کو حکم دیا کہ اپنی اصل حالت وصورت میں ہوجاؤ۔ چنانچہ وہ پھر قالین ومسند کی تصویر بن گیا۔ [8]

اس واقعہ سے کئی باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ بادشاہ کی موجودگی میں امامؑ سے جو جملے کہے گئے اس سے یہ روشن ہے کہ مامون رشید بھی بارش کو امام رضاؑ کی کرامت نہیں مان رہا

تھا۔ بالفرض اگر وہ مانتا ہوتا تو اسے چاہئے تھے کہ وہ اسے سمجھا بجھا کر بٹھا دیتا۔ ایسا نہیں کرنے سے یہ صاف واضح ہے کہ مامون بھی اس کے اٹھائے ہوئے سوال سے اتفاق رکھتا تھا۔ اگر اس نے بارش والے معاملے پر اسے نہیں روکا تھا تو کم سے کم اس بات سے روکتا کہ امامؑ سے شیر کے مجسم ہوکر اسے چیر پھاڑ کر کھانے کی بات نہ کہے۔ لیکن مامون نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا اور امامؑ کے جواب کا منتظر رہا۔

آخر کار امامؑ نے شیر کو حکم دے کر بتا دیا کہ وہ قرآن ناطق ہیں۔ انہیں کے لئے سورہ یسٰین میں ''کلّ شئی احصیناہ فی امام مّبین'' ۹؎ یعنی ہر خشک وتر کا علم قرآن میں ہے گویا امامؑ نے بتا دیا کہ اگر وہ حکم دے دیں تو قالین پر بنا شیر حرکت میں آجائے۔ اور شیر کو فلاں شخص کو پھاڑ کھا جانے کا حکم دے کر یہ بتا دیا کہ انہوں نے لوگوں کی خواہش پر نیشاپور میں رسولؐ اللہ کی حدیث کا ذکر کیا تھا۔ اس کے مطابق جسے میں سزا دے رہا ہوں وہ میرے قلعہ میں داخل نہیں ہے۔ اپنے اپنے والد بزرگوار کا حوالہ دیتے ہوئے رسولؐ تک پہونچیں کہ رسولؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے اور انہوں نے کہا میں نے خدا سے یہ کلمات سنے ہیں! ''قال شئی ربّ العزّۃ سبحانہ تعالیٰ قال لاالہ الاّ اللہ حصنی فمن قالھا، دخل حصنی ومن دخل حسنی امن من عذابی'' اس کا ترجمہ یہ ہے کہ لاالہ الاّ اللہ میرا قلعہ ہے جو اسے زبان پر جاری کرے گا میرے قلعہ میں داخل ہوجائے گا۔ اور جو میرے قلعہ رحمت میں داخل ہوگا میرے عذاب سے محفوظ ہوگا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نے یہ بھی کہا کہ بشرطھا وشروطھا وانامن شروطھا'' لاالہ الاّ اللہ کہنے والا نجات ضرور پائے گا لیکن اس کے کہنے اور نجات پانے میں چند شرطیں ہیں جن میں سے ایک شرط میں بھی ہوں۔ یعنی اگر آل محمدؐ کی محبت دل میں نہ ہوگی تو لاالہ الاّ اللہ کہنا کافی نہ ہوگا۔ علماء نے تاریخ نیشاپور کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس حدیث (سلسلۃ الذھب کو ۲۴/ ہزار محدثوں نے لکھا ہے۔ اس سے یہ واضح ہے کہ لوگ امامؑ کو کتنا چاہتے تھے۔ اسی حدیث کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر مجنون پر دم کر دیا جائے تو اس کا جنون جاتا رہے گا اور وہ اچھا ہوجائے گا۔

علامہ شبلنجی ''نور الابصار'' میں بحوالہ ابو القاسم تفصیری تحریر فرماتے ہیں کہ:

ساسانہ کے رہنے والے بعض رؤسا نے جب اس سلسلۂ حدیث کو سنا تو اسے سونے کے پانی سے لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا اور مرتے وقت وصیت کی کہ اسے میرے کفن میں رکھ دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مرنے کے بعد اس نے خواب میں بتایا کہ خداوند عالم نے مجھے ان ناموں کی برکت

سے بخش دیا ہے اور میں بہت آرام کی جگہ پر ہوں۔

امامؑ کے کرامات اور معجزے دیکھنے کے بعد بھی وہ لوگ گمراہ ہی رہے جن کے دلوں میں محمدؐ وآل محمدؐ کی محبت نہیں تھی۔ انہیں میں بادشاہ وقت مامون رشید بھی تھا جس نے ظاہراً اپنے فائدے کے لیے امامؑ کو ولی عہد بنایا اور اپنی بیٹی دے کر داماد بھی بنایا۔ لیکن وہی بدبخت تھا جس نے امامؑ کو زہر دے کر شہید کیا۔ یہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھا۔ اس کے لیے قرآن کی یہ آیت مناسب ہے کہ
''صمٌّ بکمٌ عمیٌ فھم لایرجعون'' ۱۰

یعنی یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ یہ اپنی صحیح حالت پر نہیں پلٹیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ امام علی رضاؑ کو اگر ہدایت کرنے کا پورا موقع ملتا تو شاید کچھ اور ہی تصویر ہوتی۔ آج جس طرح سے ایران امامؑ عالی مقام کے علم وکمالات وکرامات کا قدر دان ہے اور اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے، کاش! اسی طرح سے پوری دنیا کے لوگ امامؑ کی تعلیمات سے مستفید ہوتے۔

حوالے:

۱۔ وسیلۃ النجاۃ، ص ۳۸۲، مطالب السؤل ص ۲۸۲

۲۔ نور الابصار، ص ۱۴۳

۳۔ مجلّہ خلافت لکھنؤ، ص ۱۹، ماہ اکتوبر، نومبر ۱۹۰۱ء

۴۔ مطالب السؤل، ص ۲۵۲

۵۔ روضۃ الاحباب

۶۔ جلاء العیون، ص ۲۶۹، روضۃ الصفا، ج ۳، ص ۱۲

۷۔ صوائق محرقہ، ص ۱۲۲۔ نور الانوار، ص ۱۴۴، ارجح المطالب ص ۴۵۴

۸۔ کاشف النقاب، شرح عیون اخبار رضا، ص ۲۱۶۔

۹۔ سورۂ یٰسین، آیت ۱۲۔

۱۰۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۸